ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

فاطمہ عندلیب

پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر محمد رحمان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر مطاہر شاہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

جاوید منظر کی شاعری میں حُب وطن

Fatima Andleeb
PhD Urdu Scholar Hazara University Mansehra
Dr Muhammad Rehman
Assistant Professor Deptt of Urdu, Hazara University Mansehra
Dr.Mutahir Shah
Assistant Professor Deptt of Urdu, Hazara University Mansehra

Patriotism in Javed Manzar's Poetry

Javed Manzar is a poet of civilized expression. He started his Poetic Journey when he was a schoolboy of 13 years. As his Poetic career progressed, his poetry took a new dimension towards maturity of mind and simplicity in style. There is a novelty in his thoughts and simplicity in his diction. All these qualities are a source of enhancing the impact of his poetry. The freshness of ideas, the eloquence in expression, the distinctive style of communication, all go together to make him the Poetic of unique style and Diction.His poetry depicts the love for motherland,which needs no justification. He takes pride in having Urdu as his mother tongue and national language".
Key Words: *Javed Manzar, Poetic Style, Civilized Tone, Patriotism.*

جاوید منظر کا شمار دبستان کراچی کے نمایاں شعراء میں ہوتا ہے۔وہ نہ صرف عام بول چال بلکہ شعر میں بھی سادگی، سلاست، تہذیب اور رکھ رکھاؤ کو مقدم رکھتے ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کی ادبی تنظیموں کے سرپرست و نگران ہونے کی حیثیت سے وہ شعر و ادب کی ترویج کے لیے ہمہ وقت وشاں رہتے ہیں۔"خواب سفر"اور"بے صدا بستیاں"اُن کے غزلیہ مجموعے ہیں،جب کہ "مِرے دل پہ کعبے کا در کھلا "میں جاوید

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

منظر نے دورانِ حج اللہ اور پیارے نبی کی محبت اور سرشاری میں جو سوچا اور محسوس کیا محسوس اس کو گویا منظوم کر دیا۔ جاوید منظر نے شاہ عبد الطیف بھٹائی کے کلام کو مثنوی کی شکل میں ڈھال کر "جہانِ لطیف" کے نام سے شائع کیا۔ مختلف ماہرین ادب کے مطابق شاہ صاحب کے کلام کا یہ پہلو پہلی دفعہ سامنے لایا گیا ہے ۔"شاخِ بریدہ" ان کی نظموں پر مشتمل مجموعہِ کلام کا نام ہے،جو ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا،یہ ۴۶ نظمیات پر مشتمل ہے،جن میں زمین کی فریاد،سیلاب کی صورتِ حال،وادیِ سندھ کی تہذیبی جہتوں، سچل سرمست،کتاب کی اہمیت،اکیسویں صدی کے تقاضوں اور ماں جیسی ہستی کا منظوم تذکرہ کیا گیا ہے۔جاوید منظر کی غزلیات میں بھی جا بجا وطن سے محبت کا اظہار ملتا ہے۔شاخِ بریدہ کے متعلق پروفیسر ثروت اللہ قادری کہتے ہیں:

"All the poems given in Shakh.e.Bureedah almost contain the basic characteristics of Javed's Poetry. Reality, simplicity, civility and effectiveness. A few of them are also the best exposition of his civilized poetry(۱)"۔

نظم "زمین کی فریاد" کے درج ذیل اشعار پیش ہیں،جن میں زمین اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہے کہ میں نے انسان کے لیے اپنے آپ کو خوش رنگ مناظر اور دلکشی اور رعنائی سے سجالیا،میری خوب صورتی سے حضرتِ انسان نے خوب فیض اُٹھایا اور میں نے بھی ایک ماں کی طرح اپنی بانہیں وا کر دیں:

یہ زمیں ایک ماں کی طرح گود میں
پالتی اور لُٹاتی رہی چاہتیں (۲)

درج بالا اشعار میں شاعر کا دلی کرب آشکارا ہو رہا ہے،جب وہ زمین کی ہی زبانی اپنے اوپر ڈھائے گئے مظالم سے قاری کو روشناس کراتے ہیں کہ

دھرتی سے اَن گِنت فائدے اُٹھانے والا انسان بدلے میں کیا کرتا ہے،اس کے متعلق شاعر قصہ گوئی کے سے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اگلے اشعار میں یوں مخاطب ہے:

اس جہاں میں ستارے دمکنے لگے
چاند سورج مسلسل چمکنے لگے

ہر گھڑی آگ سورج اگلنے لگا
میرا پیکر تپش سے پگھلنے لگا
فیصلہ یوں کیا کرہِ ارض کا
ساری مخلوق سے اس کو خالی کیا(۳)

نظم کا اختتام بھی زمین کے اس شکوے اور حسرت پر ہوتا ہے کہ کاش یہ انسان میرے مقام کی پہچان کے قابل بن جاتا اور وہ مجھے برتنے کا سلیقہ سیکھ جاتا تو آج اتنے مسائل کا شکار نہ ہوتا۔"سقوط ڈھاکہ" ہماری ملکی تاریخ کا ایک دل گداز واقعہ ہے، جو نہ صرف شکست خوردگی، بلکہ خونین حالات، شرمندگی، پچھتاوے اور نفسا نفسی سے عبارت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۵ کی جنگ اور سقوطِ ڈھاکہ کا معرکہ پیش آیا۔ سقوطِ ڈھاکہ کے المیے نے وطنِ عزیز کی سیاسی، عسکری، معاشی و معاشرتی زندگی کے ساتھ ساتھ ادبی زندگی پر بھی اثر ڈالا ہے۔اس موقع بیرونی دشمنوں کے ساتھ اندرونی دشمنوں سے بھی مقابلہ تھا۔ملک کا دولخت ہونا قوم کے لیے گہرا جذباتی دھچکہ تھا۔ سقوطِ دھاکہ کی بدولت ہونے والی قتل و غارت، اپنوں سے بچھڑنے، آپس کی نا اتفاقی اور باہمی لڑائی اور الزام تراشی نے ادیبوں اور شاعروں کی تحاریر میں افسردگی کی کیفیت پیدا کی۔جاوید منظر بے گھری اور ہجرت کے کرب سے گزرتی ایک بے بس عورت کی زبانی اس کے دل و دماغ میں پلنے والے سوالوں کو پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ہے کہاں میرا وطن اور مری منزل کا نشاں
کوئی بتلائے مجھے راہ دکھلائے مجھے (۴)

جاوید منظر کی نظمیات میں وطن کی محبت نمایاں ہے لیکن ان کی غزل کی طرح نظم میں بھی تندی و تیزی نہیں بلکہ دھیما پن ہے۔یہ ٹھنڈا میٹھا شیریں اور دھیما لہجہ وطن کی عظمت و بڑائی کے گُن گاتا اور آزادی کی اہمیت بیان کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اپنے وطن کے رسم و رواج اور عقائد سے ہر فرد کو پیار ہوتا ہے۔ان رسم و رواج کو اپنی شاعری میں جگہ دینا شاعر کی حُب الوطنی کی دلیل ہے۔شاخِ بریدہ کی تین مسلسل نظمیات پاکستانی رسم و رواج اور ثقافت کی عکاس ہیں۔ایک نظم میں بھائی کے اپنی بہن کے لیے منظوم جذبات کی عکاسی کی گئی ہے، جس میں کچھ گیت جیسا سریلا پن ، مٹھاس اور کھنک موجود ہے۔ بھائی، اپنی بہن کی رُخصتی کا سوچ کر خفا ہے اور اس کیفیت میں اس کو نہ صرف گھر، بلکہ گردو نواح کی ہر چیز اُجڑی اور ویران لگتی ہے تو دوسری طرف "حرفِ تمنا"مسدس کی ہی ہیت میں لکھی ایک جذباتی کیفیت کی حامل نظم ہے جس میں شفقتِ پدری نمایاں ہے۔اسی طرح نظم "رُخصتی " میں بیٹی کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

شادی اور اس سے متعلقہ رسم و رواج کا تذکرہ ہے۔ والدین کے لیے اللہ تعالیٰ کا ودیعت کردہ تحفہ بیٹیوں کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے، اپنی بے پایاں محبت نچھاور کرنے کے بعد ایک اجنبی خاندان اور فرد کے ہمراہ کر دینا بلاشبہ ایک مشکل امر ہے۔

سب دعا کرتے ہیں گھر اپنا بساؤ بیٹی
رخصتی کیسے کرے ماں یہ بتاؤ بیٹی (۵)

اسی طرح جاوید منظر کے درج ذیل اشعار میں ماروی کی زبانی اپنی جنم بھومی سے محبت کا اظہار دیکھیے، جہاں اپنے وطن اور اپنے چاہنے والے سے دوری اور قید تو ہے، لیکن سو طرح کی سہولیات اس کے سامنے ہیں، لیکن وہ اپنی عزت، وقار، کردار اور حُب الوطنی کو مقدم رکھتے ہوئے کہتی ہے۔

تو روح میری، میرے بدن سے نکال دے
یا پھر مجھے تو میرے قبیلے میں ڈال دے
گھر آخری میں اپنے وطن میں بساؤں گی
مرنے کے بعد اپنی زمیں میں سماؤں گی (۶)

اکیسویں صدی میں داخل ہونا گویا انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی دنیا میں قدم رکھنا ہے۔ اس کی بدولت زمان و مکان کے وسعتیں سمٹ چکی ہیں۔ اس تیز رفتار زمانے پر تمہیدی اشعار میں بات کرتے ہوئے وہ بڑی خوب صورتی سے وطن کی بات اور اس کی محبت کو سامنے لائے ہیں۔ نظم کے ابتدائی اشعار اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ بے شک معاشرتی ناہمواریاں بھی ملک و قوم کی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہیں، اِن کی زیادتی فرد اور معاشرے میں عدم مطابقت پیدا کر دیتی ہے۔ غُربت، بد امنی، مفلسی اور دہشت گردی جیسے رنگا رنگ مسائل سے نبرد آزما وطن کو دیکھ کر وہ چاہتے ہیں کہ بے شک چاند اور مریخ تک انسان پہنچ گیا ہے۔ وہ چاند سے مریخ اور مریخ سے زمین پر سو بار بھی چکر لگانے کا اہل ہو جائے لیکن اپنے آپ کو انسانیت کی خوبی اور پہچان سے محروم نہ رکھے۔ پڑوسی کی اہمیت اور حقوق العباد کی نمائندگی اور وطنِ عزیز کے ہر باسی سے محبت کا رنگ دیکھیے:

چاند مریخ اور کرہ ارض کے
دن میں سو بار چکر لگائیں گے ہم
اپنے قدموں میں ہوں گے زمیں آسماں

ہاں مگر![۷]

ہاں مگر کے دو الفاظ کہہ کر وہ ساری ترقی کو اس بات سے مشروط کر رہے ہیں کہ یہ سارے ترقی بے معنی بن جائے گی اگر چاند تک رسائی رکھنے والا انسان اپنے ہمسائے کے حالات وواقعات اور خوشی غم سے بے خبر رہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ معاشرہ اور فرد احساسِ مروت سے عاری نہ ہو جائے۔ ہمدردی، رواداری، دوسروں کے دکھ سکھ میں شرکت اور اپنے پڑوسیوں اور ہمسایوں کی خیر خبر جیسی اقدار قصہ پارینہ نہ بن کر رہ جائیں۔ جاوید منظر کے غزلیہ " مجموعے خواب سفر" میں ایک نیا اور پُر امن ملک بنانے کا عزم دیکھئے:

میں نیا شہر بساوں گا، نئے عزم کے ساتھ
اور اس شہر کا ہر شخص فرشتہ ہو گا[۸]

تبدیلی اچھی ہو یا بُری یک دم رونما نہیں ہوتی بلکہ اس کے پیچھے مسلسل محنت، سوچ اور مستقل مزاجی کار فرما ہوتی ہے۔ اگر ملک کا ہر فرد اچھی سوچ کا اپنالے اور ایک اچھا انسان بننے میں اپنی صلاحیت خرچ کرے تو ایسا انسان فرشتہ کہلانے کا مستحق ہے۔ جاوید منظر کی یہ سوچ اور فکر کئی اشعار میں دھیمے اور متحمل انداز سے نمایاں ہے ۔ کہیں بھی طیش، نعرہ بازی، اشتعال، یا بر انگیختگی کا انداز نظر نہیں آتا۔ جاوید منظر ملک دشمن عوامل اور عناصر دونوں ہی کی بیخ کنی چاہتے ہیں، لیکن اس مقام پر بھی وہ لہجے کی شائستگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی دل سوزی سے ارضِ پاک اور وطنِ عزیز میں امن وامان کی فضا ملیامیٹ کرنے والوں اور اس کے وقار کو مجروح کرنے والوں سے ناصحانہ اور واعظانہ انداز میں کہتے ہیں:

رہِ خدا پہ وہ منظر جو، اب بھی ہولے گا
لہو کے داغ لگے ہیں، وہ دھولے گا
خلوصِ دل سے جو رب کے حضور بولے گا
یقین ہے کہ وہ توبہ کے در کو کھولے گا
تم اپنے خالق ومالک کے در پہ جُھک جاؤ
خطاؤں کو نہ بڑھاؤ، یہیں پہ رُک جاؤ[۹]

متذکرہ بالا اشعار شاعر کی تڑپ، حساسیت اور دل سوزی کے عکاس ہیں، کیوں کہ ہمارا دین محبت بانٹنے کا درس دیتا ہے۔ لیکن انسان اسلام کی اصل روح کو بھلا چکا ہے ۔ دوسروں کی جان لینے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے

کہتے ہیں اپنی کی گئی غلطیوں پر سچے دل سے معافی مانگ کر اس گناہ بھری زندگی سے نجات حاصل کرنے میں ہی ملک دشمنوں کے لیے خیر ہے۔ وہ انسان کو یہ بُھولا ہوا سبق یاد دلانے کے ساتھ ساتھ اپنے ارد گرد غربت، مفلسی اور پریشانیوں کو دیکھ کر اپنی ایک نظم میں کاتب تقدیر سے بھی پوچھتے ہیں کہ معاشرے کے ان پسماندہ لوگوں کے چہرے پر خوشیاں کیسے آسکتی ہیں اور یہ مسائل کب ختم ہوں گے، شاخِ بریدہ کی نظم" کاتبِ تقدیر" میں کچھ سوالات اُٹھائے گئے ہیں جو پر درد مند کے دل کی آواز ہیں۔ شاخِ بریدہ کے دیباچے میں جاوید منظر کہتے ہیں کہ:

"بنیادی طور پر میں غزل کا شاعر ہوں میرے دونوں پہلے شعری مجموعے غزلوں میں مشتمل ہیں۔ مگر نظمیں میری روح میں رچی بسی ہیں کئی ایسے موضوعات ہیں جنھیں غزل میں سمونے سے بہتر محسوس ہوتا ہے کہ انھیں نظم کی زینت بنایا جائے۔ نظم اس طرح لکھتا ہوں کہ جیسے نثر لکھی جاتی ہے کوئی موضوع پر ایک قلم اٹھا لیا پھر نظم کے اختتام پر ہی رکھتا ہوں"۔ (۱۰)

غریب کا غریب تر ہوتے جانا اور دولت مندوں کے ہاں مال و زر کی ریل پیل معاشی و معاشرتی ترقی میں رکاوٹ کا بڑا سبب ہے، شاعر مفلسی کو ایک قیامت سمجھتا ہے اور یہ تڑپ اسے امیر شہر سے یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے:

تشنگی، ویراں دریچے، مُفلسی آہ و بکا
اے امیر شہر اس منظر کا بھی دیدار کر (۱۱)

اللہ پاک کی نظر میں تو تمام انسان برابر ہیں، اُس کے ہاں تو برتری کا معیار کچھ اور ہے۔ جاوید منظر اپنی نظمیات کے مُختلف کرداروں سے بھی وطن سے محبت کا اظہار کراتے ہیں۔ وطن کی محبت اُن کے اشعار میں مناجات کی صورت اختیار کرتی نظر آتی ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

یارب مری زباں کو عطا کر وہی اثر
تعلیم اس وطن میں ہو، مغرب سے خوب تر
میری دعا قبول غفور الرحیم ہو
اے ارضِ پاک، تیرا مقدر عظیم ہو (۱۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

اتفاق و اتحاد اور یک جہتی کے جذبات حُب وطن کے آئینہ دار ہیں۔ ایک دوسری نظم میں قائد کی زبانی ملک و قوم کے حق میں کی گئی دعا کے اختتامی اشعار خود شاعر کے دلی جذبات و احساسات کے ترجمان دکھائی دیتے ہیں:

اس مقصدِ حیات کو لے کر چلیں گے ہم
اک قوم، اک ملک کی صورت رہیں گے ہم
لیکن رہے یہ یاد کہ ہم ایک قوم ہیں
سب سے عظیم، سب سے الگ، نیک قوم ہیں (۱۳)

اپنے وطن سے پیار انسان کی فطرت میں ہے۔ کچھ معاشی و معاشرتی حالات کی بدولت فرد غریب الوطنی کا درد سہنے پر مجبور ہو جاتا ہے، لیکن اپنی جنم بھومی، اپنا گلی محلہ اور دوست اس کے دل و دماغ میں بسے رہتے ہیں۔ جاوید منظر کی ایک مکمل غزل وطنِ عزیز کی محبت میں رچی بسی ہے، جس کے کئی اشعار میں پیکر تراشی اور محاکات کا رنگ نمایاں ہے۔ جاوید منظر کے ہاں حس شامہ کو متحرک کرتے خوب صورت اشعار ملاحظہ ہوں، جن میں کراچی کے ناساز گار اور غیر یقینی شب و روز کا ماتم ملتا ہے:

منظر ہمارا شہر کراچی اداس ہے
دفنا رہے ہیں روز کئی ساتھیوں کو لوگ (۱۴)

جاوید منظر کی وطنیت ان کو پاکستان کے گلی کوچوں، وادیوں، قصبوں اور باسیوں سے محبت کرواتی ہے۔ وطنِ عزیز کے چپے چپے پر شہیدوں، غازیوں، جان نثاروں، بزرگان دین اور اولیائے کرام کی یادیں وابستہ ہیں۔ جو زندگی میں تو فیض لٹاتے ہی ہیں، مرنے کے بعد بھی ان کی سبرکات سے اہل دنیا فیض اٹھاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں جاوید منظر کہتے ہیں:

خالق نے وہ دیار سخنور دیا ہمیں
حد نگاہ علم کا لشکر دیا ہمیں
جتنا تھا ظرف، اس سے بھی بڑھ کر دیا ہمیں
کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ کیا گھر دیا ہمیں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

کوئی زیارتوں کو بسا کر تو دیکھ لے
یوں بزم اولیاء کو سجا کر تو دیکھ لے (۱۵)

جاوید منظر ایک صاحبِ احساس اور صاحبِ تاثیر شاعر ہیں، وہ صدقِ دل سے وطنِ عزیز کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ وطن اور مشاہیر وطن سے محبت ان کی نظمیات میں جابجا نظر آتی ہے۔ شبنم رومانی کی رائے پیش ہے:

"جاوید منظر بھی روشن یقین کی روشنائی سے زندگی کو لکھ رہا ہے یہ زندگی ویسی نہیں ہے، جیسی بظاہر نظر آتی ہے۔۔۔جاوید منظر کا بھی اپنا ایک زاویہ نظر ہے، جو منظر کا ہی نہین، پس منظر کا بھی تناظر رکھتا ہے"۔+

وہ اپنی شاعری کے زریعے لوگوں میں یک جہتی کا جذبہ پروان چڑھانے میں کوشاں ہیں۔وطن اور انسانیت سے محبت ان کا مذہب و مسلک بن چکا ہے۔وہ جانتے ہیں کہ اولیاء سے تعلق خاطر قائم کرنے سے انسان نہ صرف راہِ ہدایت پالیتا ہے، بلکہ دینی و دنیاوی کامیابی اس کا مقدر بنتی ہے۔

منظر کی یہ بات سنو، تم سہون والو آج
عزت، دولت، سطوت والا سر پہ سجا کے تاج
مست قلندر، مست قلندر، مست قلندر مست (۱۷)

درج بالا اشعار میں وہ پڑھنے والوں کے دل میں اپنے خطے کی قدر و منزلت بڑھاتے دکھائی دیتے ہیں۔ جاوید منظر تو اپنے دادا، نانا اور والد صاحب کی جنم بھومی بدایون کو بھی اپنے والدین کی نسبت سے عزیز رکھتے ہیں۔ڈاکٹر ستیہ پال کے مطابق "مدحِ سلطان جی "میں شاعر نے اپنے REFRAIN یعنی اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو سے ایک سماں باندھ دیا ہے۔ انڈیا کا شہر بدایوں ایک ایسی سرزمین ہے جس میں بزرگانِ دین آسودہ خاک ہیں۔ نظم " سوال" اور "سیلاب میں ہم ہیں ، بھی جاوید منظر کا ملک و قوم سے محبت کا اندازِ فکر بھی ان کے اندرونی کرب اور بے چینی کا آئینہ دار ہے۔ سیلاب کا آنا بے شک ایک قدرتی عمل ہے اور اس کی تباہ کاریاں بھی کوئی نئی بات نہیں، لیکن بد قسمتی سے ان کا کوئی مستقل حل نہیں سوچا جاتا۔ اس کی بہت سی وجوہات گنوائی جا سکتی ہیں لیکن ہر سال سیلاب کی وجہ سے لوگوں کی جان، مال اور املاک خطرے میں پڑتی ہیں۔ غیر منظم طور پر بڑھتی آبادی، نکاسی کا غیر تسلی بخش ہونا، وسائل کی کم یابی اور افراد کی بے بسی کو اشعار کی صورت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

بستی جو کبھی تھی وہ ہے کھنڈرات کا منظر
دیکھا ہے کبھی تم نے یہ آفات کا منظر
اس طرح جو اں لاشوں کو گھر گھر نہیں دیکھا
تم نے کبھی خوف کا منظر نہیں دیکھا(۱۸)

زبان اظہارِ رائے کا دلکش اور بہترین زریعہ ہے۔ قومی زبان سے محبت رکھے بغیر حُبِ وطن کی بات عبث ہے۔ زبان ملک کی تہذیب و ثقافت کی ضامن اور اساس ہوتی ہے۔ تحریکِ پاکستان کا زیادہ سرمایہ اردو میں ہے۔ اس لیے اردو زبان اور اردو رسم الخط کا تحفظ قومی مقاصد میں سر فہرست رکھنا ضروری ہے۔ ہماری علمی، ادبی اور تحقیقی زبان بھی اردو ہے۔ جاوید منظر اپنی غزل، نظم اور مقالات کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر بھی اردو کی ترویج و ترقی کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔ وہ اس بات کا فہم رکھتے ہیں کہ زبان کے حوالے سے روا رکھی ہوئی حکومتی غفلت اسے زندہ سے مردہ زبان میں بدل سکتی ہے۔ وہ فخر سے نازاں اپنی پہچان یعنی اردو زبان کے لیے یوں رطب السان ہیں:

تو زباں وہ کہ جسے سارا زمانہ سمجھے
ہم نے دیکھا نہ کوئی بھی، ترا ہم سر اُردو
تیرے ہر لفظ میں پوشیدہ ہیں کتنے مطلب
جیسے قطرے میں سما جائے سمندر اُردو(۱۹)

وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ یہ وطن کلمہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا۔ یہ ہمارے اجداد کی لاکھوں قربانیوں کا ثمر ہے۔ تحریکِ آزادی سے حصولِ آزادی کا یہ سفر مشکل، طویل اور صبر آزما تھا۔ یہ قربانی، جدوجہد اور دعا کا معجزہ تھا۔

اپنی شناخت کو اہمیت نہ دینے والی قوم کبھی مقام نہیں حاصل کر سکتی۔ حب وطن فرد کو فکری اور ثقافتی طور پر وطن سے جوڑے رکھتی ہے۔ انسان، حیوان، چرند پرند سب کو اپنے مسکن سے اُنس ہوتا ہے۔ جاوید منظر کی نظم و غزل کے کئی اشعار میں وطن سے محبت اور آزادی جیسی نعمت کو دائمی رہنے کے لیے اپنے دعائیہ جذبات کا اظہار ملتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ پاکستان کا وجود بے بہا قربانیوں کا صلہ ہے۔ نظم " سب سے پہلے پاکستان" بھی جاوید منظر کی جذبہ حب الوطنی کی شدت کی عکاس ہے۔ عزم، حوصلے، رجائیت اور سرخوشی سے گویا جھوم کر کہتے ہیں:

دیکھیں گے، ہم دیکھیں گے
خوشیاں ہر دم دیکھیں گے
اب نہ کوئی غم دیکھیں گے
اوج پہ پرچم دیکھیں گے
اپنا وطن اپنی پہچان
سب سے پہلے پاکستان (۲۰)

درج بالا اشعار کی صورت میں جاوید منظر نے تحریکِ آزادی کی پوری کہانی منظوم کر دی ہے کہ یہ وطنِ عزیز علامہ اقبال کے خواب، سر سید احمد کی بصیرت، محمد علی جناح کی کوششوں اور قائدِ ملت لیاقت علی خان اور ان کے ساتھیوں کی محنتوں کا انعام ہے۔وہ پُر امید ہیں کہ آنے والے وقتوں میں پاکستان ترقی کی راہوں پر گامزن ہو گا۔یہاں ہر سُو خوشیاں راج کریں گی اور ہمارا پرچم ہمیشہ سربلند رہے گا۔وہ امید، حوصلہ اور مستقل مزاجی کے ساتھ اہلِ وطن کو ملک و ملت کی ترقی کا خواب شرمندہِ تعبیر بنانے کا سبق دینے میں مصروف ہیں۔۔جاوید منظر نے وطن کی محبت میں مناجات، خطاب، التجا اور نصیحت کا دامن تھام کر اپنے جذبات کو اشعار کی لڑی میں پرویا ہے۔وطن سے محبت اور اس کے مفاد کو سب سے اولیت دینا اور اس کی بھلائی کا سوچتے رہنا جاوید منظر کا شعار ہے۔اپنی شاعری میں بھی وہ اسی جذبے کی ترسیل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے آسان فہم اور سلاست کی خصوصیات سے آراستہ اشعار قاری کے دل پر اثر کرنے کی پوری اہلیت رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ Prof. Sarwat Ullah qadri, A versatile Poet, Included,"Shakh.e.Bureeda",page:148
۲۔ جاوید منظر،"شاخ بریدہ"ماورہ پبلشرز لاہور، اشاعت اول ۲۰۱۶، ص ۹۱
۳۔ ایضاً، ص ۹۲
۴۔ ایضاً، ص ۱۰۹
۵۔ ایضاً، ص ۱۲۲
۶۔ ایضاً، ص ۱۲۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

۶۔ جاوید منظر ، "جہان لطیف"، شعبہ ، شاہ عبد الطیف یونیورسٹی ، خیر پور سندھ ، اشاعت اول ۲۰۱۵، ص۱۰۰

۷۔ جاوید منظر،"شاخ بریدہ"،ص۱۱۲

۸۔ جاوید منظر،"خواب سفر"،مکتبہ عالمین کراچی،اشاعتِ دوم،۱۹۸۶ء،ص۴۸

۹۔ جاوید منظر،"شاخ بریدہ"،ص۱۰۲

۱۰۔ جاوید منظر، دیباچہ،"شاخِ بریدہ"،ص۲۱

۱۱۔ جاوید منظر،"شاخ بریدہ"،ص۳۱

۱۲۔ ایضاً،ص ۵۳

۱۳۔ ایضاً،ص۷۶

۱۴۔ جاوید منظر،"بے صدا بستیاں"مکتبہ عالمین کراچی، جنوری۱۹۹۶،ص۱۱۱

۱۵۔ جاوید منظر،"شاخ بریدہ" ،ص۱۰۶

۱۶۔ شبنم رومانی، تبصرہ"بے صدا بستیاں"،از جاوید منظر، ص۲۲

۱۷۔ ایضاً،ص۴۲

۱۸۔ ایضاً،ص۱۱۱

۱۹۔ ایضاً،ص۶۸

۲۰۔ ایضاً،ص۸۱

References in Roman Script:

1. Prof. Sarwat Ullah qadri, A versatile Poet, Included, “Shakh.e.Bureeda”, page:148
2. Ayzan, P.92
3. Ayzan, P.109
4. Ayzan, P.122
5. Ayzan, P.128
6. Javed Manzar,' ' Jahan lateef' ', shoba, Shah Abdul al latif University, kher poor Sindh , Ashaat Awwal, 2015, P.100

7. Javed Manzar, “shaakh bureda”',P.112
8. Javed Manzar, “khawab safar”, maktaba alameen Karachi , ashaat doum, 1986, P28
9. Javed Manzar, “shaakh bureda”, P102
10. Javed Manzar, deebacha, “shakh-e bureda”, P21
11. Javed Manzar, “shaakh bureda”, P31
12. Ayzan, P53
13. Ayzan, P76
14. Javed Manzar, “be sada bastiyan”maktaba alAmin, Karachi , January 1996, P111
15. Javed Manzar, “shaakh bureda”, P 106
16. Shabnam Romani, Tabsarah “be sada bastiyan”, az Javed manzar, P22
17. Ayzan, P42
18. Ayzan, P.111
19. Ayzan, P.98
20. Ayzan, P.81